خواب کمخواب

دانیال طریر

Marfat.com

خواب

کمخواب

دانیال طریر

مہر در انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشن، کوئٹہ

جملہ حقوق بہ حقِ بلال محفوظ

خواب کمخواب
(غزلیں)
دانیال طریر

کمپوزنگ: وصاف باسط، بطاش ولید
سرورق: تمثیل حفصہ
اشاعت: دسمبر ۲۰۱۳
قیمت: ۲۰۰ روپے

رابطہ:
مکان نمبر ۲۸۶، ایل ۵، بلاک ۴، سٹیلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ
۰۳۴۶۸۳۶۲۱۳۶
tareer@yahoo.com

زیر اہتمام: مہرو۔
انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشن

ڈسٹری بیوٹر:
سیلز اینڈ سروسز
کبیر بلڈنگ، جناح روڈ، کوئٹہ۔
فون: 2843229-، 8-92+
فیکس: 2837672-، 8-92+

اسٹاکسٹ:
سنگت بک اسٹور
عظیم سینٹر، فاطمہ جناح روڈ
باالمقابل مری لیب، کوئٹہ
فون: 0333 7832323

Marfat.com

قندیل

تمثیل

اور

انجیل

کے نام

Marfat.com

شاعری ویسے بھی مشکل پھر غزل کہنا تو فن ہے
حرف کو الماس ریزہ، لفظ کو گوہر کیا ہے

سعید گوہر

Marfat.com

ترتیب

۱۔حمد	۱۰
۲۔نعت	۱۲
۳سلام	۱۴
۴۔آتشیں لہر نہ برفاب میں رکھی جائے	۱۶
۵۔آن پڑی ہے ہم پر کیسی مشکل اے صحرا	۱۸
۶۔اجالا ہی اجالا، روشنی ہی روشنی ہے	۲۰
۷۔اک طرز پراسرار میں دیکھا ہے خدا خیر	۲۲
۸۔اندھیرا بھی دیا ہے	۲۴
۹۔ایک بجھاؤ ایک جلاؤ خواب کا کیا ہے	۲۶
۱۰۔بدن پر ٹانک کر تارے اڑایا جا رہا ہے	۲۸
۱۱۔بطرزِ خواب سجانی پڑی ہے آخر کار	۳۰
۱۲۔بکھرنے کا سبب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں	۳۲
۱۳۔بلا جواز نہیں ہے فلک سے جنگ مری	۳۴
۱۴۔پانی کے شیشوں میں رکھی جاتی ہے	۳۶
۱۵۔پیڑ میں آدمی بناؤں میں	۳۸

Marfat.com

۱۶۔ تسلسل سے گماں لکھا گیا ہے ۴۰

۱۷۔ تیز ہوا میں رکھتا میں خاموشی کو ۴۲

۱۸۔ جرس اور سار بانوں تک پہنچنا چاہتا ہے ۴۴

۱۹۔ جنت کے پھل زمیں پہ گرانے کی دیر تھی ۴۶

۲۰۔ چاند چھونے کی طلب گار نہیں ہو سکتی ۴۸

۲۱۔ چشم وا ہی نہ ہوئی جلوہ نما کیا ہوتا ۵۰

۲۲۔ خاموشی کی قرأت کرنے والے لوگ ۵۲

۲۳۔ خشک پات میرے ہیں پر نہیں ثمر میرا ۵۴

۲۴۔ خواب کاری وہی کمخواب وہی ہے کہ نہیں ۵۶

۲۵۔ دعا کرنے سے نفرت ہے نہیں تو ۵۸

۲۶۔ دل زدہ شہر کے آلام کو پر لگ جائیں ۶۰

۲۷۔ دیے سے لو نہیں پندار لے کر جا رہی ہے ۶۲

۲۸۔ رنگ اور نور کی تمثیل سے ہو گا کہ نہیں ۶۴

۲۹۔ روشنی ہے کہ دھواں اس کی خبر ہے مجھ کو ۶۶

۳۰۔ ریت مٹھی میں بھری پانی سے آغاز کیا ۶۸

۳۱۔ ساکت ہو مگر سب کو روانی نظر آئے ۷۰

۳۲۔ سبز اطلس کا تلک لے کے تجھے دیکھوں گا ۷۲

۳۳۔ سرخ لمحوں کی کسک لے کے تجھے دیکھوں گا ۷۴

۳۴۔ شعلۂ زر سے چمک لے کے تجھے دیکھوں گا ۷۶

۳۵۔ شہر سے کیا گئی جانب دشت زر زندگی فاختہ ۷۸

۳۶۔ شیلف کی ایک تصویر سے فرش پر گر پڑی فاختہ ۸۰

۳۷۔ عجب رنگ طلسم و طرز نو ہے ۸۲

Marfat.com

۳۸۔ کھنڈر یہ پھر بسانے کا ارادہ ہی نہیں تھا ۸۴

۳۹۔ کوئی سوائے بدن ہے نہ ہے ورائے بدن ۸۶

۴۰۔ کوئی کہاں ہے جہاں سے آگے اور اس سے آگے ۸۸

۴۱۔ گماں اندر گماں کی کیفیت ہے ۹۰

۴۲۔ گھل گیا جسم، روح کہتی رہی ۹۲

۴۳۔ گیا کہ سیلِ رواں کا بہاؤ ایسا تھا ۹۴

۴۴۔ لے گئی دہر کو جب زر کی ضیا اور طرف ۹۶

۴۵۔ مٹی تھا اور دودھ میں گوندھا گیا مجھے ۹۸

۴۶۔ نئی نئی صورتیں بدن پر اُجالتا ہوں ۱۰۰

۴۷۔ نیند بیچی جا رہی ہے کاروبارِ خواب ہے ۱۰۲

۴۸۔ ہوا کے رقص میں رکھی تھی خاک کی ڈھیری ۱۰۴

۴۹۔ ہوا کیا سانس بھی میری نہیں تھی ۱۰۶

۵۰۔ یہ معجزہ بھی دکھاتی ہے سبز آگ مجھے ۱۰۸

وسعت گیر متخیلہ کا شاعر — آفتاب اقبال شمیم ۱۱۰

Marfat.com

حمد

آب و گل کی سلطنت اپنی زبانی حمد ہے
پاک مٹی حمد ہے اور صاف پانی حمد ہے

فاختہ بن کر جو اڑتی پھر رہی ہے شہر میں
یہ حقیقت میں کوئی صدیوں پرانی حمد ہے

یہ جو مٹی کے پیالے دفن ہیں زیر زمیں
یہ دفینہ ہے خزینہ ، یہ نشانی حمد ہے

Marfat.com

کائناتی پانیوں پر جو ازل سے ہے رواں
یہ ہوا اور اس کی موجوں کی روانی حمد ہے

پیڑ پر اک گھونسلا اور گھونسلے میں مامتا
یہ زماں کی قید میں اک لا زمانی حمد ہے

ہاتھ کی محنت ، محبت ہے خدا کی ذات سے
آبیاری حمد ہے اور باغبانی حمد ہے

دیکھتا ہوں راستے میں مڑ کے جب اپنی طرف
سوچتا ہوں سر بہ سر میری کہانی حمد ہے

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

وقت بعثت سے مناظر سارے حیرانی میں ہیں
قمقمے ہیں خاک میں اور آئینے پانی میں ہیں

ایک در سے کیا جڑے ہیں ذہن و دل کے سلسلے
جسم ہے آرام سے اور سانس آسانی میں ہیں

غار میں اک لفظ کی قرأت ہوئی اور اس کے بعد
فیض کے چشمے ہیں جو اب تک فراوانی میں ہیں

ان دنوں ساری زمیں پر ابر ہیں بارش بھرے
ان دنوں میری دعائیں فضل ربانی میں ہیں

اک مقدس کوکھ میں اک روشنی کا پھول تھا
جس کی پیدائش سے یہ آفاق تابانی میں ہیں

سب شریر و شر مقابل آ گئے تو کیا ہوا
باب شہر علم ہے ہم جس کی دربانی میں ہیں

"چھپ رہا ہوں میں محمدؐ سے خدا کے سامنے"
تن برہنہ اور مرے اعمال عریانی میں ہیں

Marfat.com

سلام

باقی رہتی ہے سچائی، سچائی کا سراغ
کھول گئے یہ رازِ نہاں اک بچہ اور چراغ

اس کے لیے بے معنی ہیں سونے کی طشتریاں
جس کے پاس ہوں اپنا جھنڈا، نعرہ اور چراغ

سارا دشت ہے جائے نماز اور ہر ٹیلہ محراب
اس مسجد میں روشن ہیں وہ سجدہ اور چراغ

تیرا قصہ محل، حکومت، سطوت اور سپاہ
میری کہانی میرا حصہ خیمہ اور چراغ

ملے ہوئے ہیں جیسے تپتی ریت اور پیاسے ہونٹ
جڑے ہوئے ہیں اسی طرح سے نوحہ اور چراغ

جلتی ریت پہ کس نے اپنے لہو سے لکھا تھا
میں مر جاؤں تو ہو جائے پیدا اور چراغ

ظلم کی ایک کہانی دہراتے رہتے ہیں طرؔیر
شام، لہو، صحرا، سناٹا، دریا اور چراغ

Marfat.com

آتشیں لہر نہ برفاب میں رکھی جائے
شب غنودہ مرے اعصاب میں رکھی جائے

جس کے کردار پرندوں کی طرح اڑتے ہوں
وہ کہانی مرے اسباب میں رکھی جائے

غار در غار بھٹکتے ہوئے میں چیخ اٹھا
روشنی اب کسی محراب میں رکھی جائے

Marfat.com

آنکھ لگ جائے تری چاند کی لوری سن کر
پھر تری نیند مرے خواب میں رکھی جائے

اتنا آسان نہیں میرا جنونی ہونا
تیری تصویر بھی مہتاب میں رکھی جائے

جس جگہ پھول کے بھی پنکھ ہوں تتلی کی طرح
آنکھ اس قریۂ شاداب میں رکھی جائے

دھوپ جب مشک لیے اترے تو مایوس نہ ہو
چشم گریہ کوئی تالاب میں رکھی جائے

کیا عجب شرطیں رکھیں ہم پر ہدایت کار نے
مسخرے کا روپ دھاریں مسکرائیں بھی نہیں

آن پڑی ہے ہم پر کیسی مشکل اے صحرا
اک سینے میں دھڑک رہے ہیں دو دل اے صحرا

کیا تیرے بھی سارے خواب سراب نکل آئے
میری آنکھوں جیسی تیری جھلمل اے صحرا

تو بھی کھوج میں مست مگن ہے دھن میں رہتا ہے
میں بھی ڈھونڈ رہا ہوں اپنی منزل اے صحرا

Marfat.com

جتنی پیاس ہو اتنا پانی کون دکھاتا ہے
کون ہے جگ میں تیرے جیسا عادل اے صحرا

رکھ دے اپنے ہونٹ مرے ماتھے پر سجدے میں
میری عبادت میں ہو جا تو شامل اے صحرا

اٹھے ہاتھوں ہم نے جتنی دعائیں مانگی ہیں
جلتی دھوپ اور تو ہے ان کا حاصل اے صحرا

بارش ہوتی اور چراغاں کر دیتی ہر سو
اک دن یہ تنہائی بنتی محفل اے صحرا

کھیت جب سوکھ گئے تب ہمیں احساس ہوا
گاؤں تک شہر کے موسم کو سڑک لے آئی

Marfat.com

اجالا ہی اجالا، روشنی ہی روشنی ہے
اندھیرے میں جو تیری آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

ابھی جاگا ہوا ہوں میں کہ تھک کر سو چکا ہوں
دیئے کی لو سے کوئی آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

تجسس ہر افق پر ڈھونڈتا رہتا ہے اس کو
کہاں سے اور کیسی آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

Marfat.com

عمل کے وقت یہ احساس رہتا ہے ہمیشہ
مرے اندر سے اپنی، آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

میں جب بھی راستے میں اپنے پیچھے دیکھتا ہوں
وہی اشکوں میں بھیگی آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

کہیں سے ہاتھ بڑھتے ہیں مرے چہرے کی جانب
کہیں سے سرخ ہوتی آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

درختو! مجھ کو اپنے سبز پتوں میں چھپا لو
فلک سے ایک جلتی آنکھ مجھ کو دیکھتی ہے

ہُو سے آوازوں کی دنیا پیدا کی
آوازوں کی دنیا، ہُو سے بھر دی ہے

Marfat.com

اک طرزِ پُراسرار میں دیکھا ہے خدا خیر
سایا کوئی دیوار میں دیکھا ہے خدا خیر

یہ برف کے پھولوں سے بھرا کھیت سلامت
میں نے اسے کہسار میں دیکھا ہے خدا خیر

پتوں کی صدائیں نہیں پھنکار سی ہے
اژدر کوئی اشجار میں دیکھا ہے خدا خیر

Marfat.com

وہ سرخ پرندہ جسے سب ڈھونڈ رہے ہیں
میں نے ابھی بازار میں دیکھا ہے خدا خیر

سر تا بہ قدم اپنی بقا مانگ رہا ہوں
آئینے کو زنگار میں دیکھا ہے خدا خیر

یہ خوف تو ویرانی دل سے بھی گراں ہے
آسیب درِ یار میں دیکھا ہے خدا خیر

وہ رنگ کہ خود مجھ پہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا
وہ رنگ بھی اظہار میں دیکھا ہے خدا خیر

تو خود کو ناخن پا تک چھپا لے اوڑھنی میں
میں تیری آبرو کا تذکرہ کرنے لگا ہوں

Marfat.com

اندھیرا بھی دیا ہے
یہ کیسا تجزیہ ہے

نیا ہے متن دوراں
پرانا حاشیہ ہے

نظر منظر فسانے
حقیقت زاویہ ہے

Marfat.com

خدا کو مار ڈالا
یہ تو نے کیا کیا ہے

انا کے پاس مت جا
دہکتا سوریا ہے

تری خوشبو سے جانا
تو شاید موتیا ہے

کنویں جتنی زمیں پر
بہت دن جی لیا ہے

اور بھی کوئی روح ہے شاید
اور بھی ہے کوئی بدن مجھ میں

Marfat.com

ایک بجھاؤ ایک جلاؤ خواب کا کیا ہے
آنکھوں میں رکھ کر سو جاؤ خواب کا کیا ہے

پاؤں تلے ہے روند کے گزرو کچل کے دیکھو
پیچھے جاؤ آگے آؤ خواب کا کیا ہے

شیلف پہ الٹا کر کے رکھ دو اور بسرا دو
گل دانوں میں پھول سجاؤ خواب کا کیا ہے

Marfat.com

خواب کا کیا ہے رات کے نقش و نگار بناؤ
رات کے نقش و نگار بناؤ خواب کا کیا ہے

نیند ملی ہے گڑ سے میٹھی ، شہد سے شیریں
گاؤ ، ناچو ، ناچو ، گاؤ خواب کا کیا ہے

لایعنی ہے سب لایعنی ، یعنی یعنی
اور کہانی لکھ کر لاؤ خواب کا کیا ہے

ایک کباڑی گلیوں گلیوں واج لگائے
راکھ خریدو ، آگ کے بھاؤ خواب کا کیا ہے

لوٹ کر آتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپیں اور خوف
فوج سے شاید کوئی شے خاص باقی رہ گئی

Marfat.com

بدن پر ٹانک کر تارے اڑایا جا رہا ہے
مجھے آخر پرندہ کیوں بنایا جا رہا ہے

جہاں پر ختم ہوتی ہے۔ سے کی راجدھانی
بدن ٹھہرا ہوا ہے اور سایا جا رہا ہے

میں سویا بھی نہیں ہوں اور سپنا دیکھتا ہوں
زمیں کو آسمانوں پر بچھایا جا رہا ہے

Marfat.com

نظر آتی نہیں ہے بولنے والے کی صورت
سنائی دے رہا ہے جو سنایا جا رہا ہے

اچانک اس صدا سے کانپ اٹھتی ہیں زمینیں
سنبھل جاؤ! پہاڑوں کو ہلایا جا رہا ہے

مجھے مٹی کا چہرہ اور آنکھیں دے کے بھیجا
کہا یہ صبر تیرا آزمایا جا رہا ہے

کہانی ختم ہونے کی نشانی ہے یہ لمحہ
دعا کو زرد پتوں میں چھپایا جا رہا ہے

میں سورج ہوں آگ اگلنا کب چھوڑوں گا
کتنی برف میں کتنے پانی میں رکھو گے

Marfat.com

بطرز خواب سجانی پڑی ہے آخر کار
نئی زمین بنانی پڑی ہے آخر کار

تپش نے جس کی مجھے کیمیا بنانا تھا
مجھے وہ آگ بجھانی پڑی ہے آخر کار

بہت دنوں سے یہ مٹی پڑی تھی ایک جگہ
ہر ایک سمت اڑانی پڑی ہے آخر کار

Marfat.com

جہاں پہ قصر بنائے گئے تھے کاغذ کے
وہاں سے راکھ اٹھانی پڑی ہے آخر کار

وہ پاؤں بھیگے ہوئے دیکھنے کی خواہش میں
چمن میں اوس بچھانی پڑی ہے آخر کار

مرے بدن کی ضیا بڑھ گئی تھی سورج سے
لہو میں رات ملانی پڑی ہے آخر کار

زمیں پہ داغ بہت پڑ گئے تھے، خون کے داغ
فلک کو برف گرانی پڑی ہے آخر کار

مہیب شب میں جلا ہوا تھا مرا بدن بھی
ہوا نے آکر بجھا دیا ہے دیا بدن بھی

Marfat.com

بکھرنے کا سبب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں
میں تہذیب ادب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

سحر ہو گی تو شاید جاگنے والے پڑھیں گے
میں قصہ ہائے شب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

ورق سونے کے مجھ کو کس نے دینے تھے کہ دیتا
سو اپنے خواب سب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

چمکتی نیل آنکھیں جھیل پر تحریر کر دیں
دہکتے سرخ لب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

ستارا ٹوٹنے والا نہ ٹوٹا اور ٹوٹا
کوئی نظم عجب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

ہمارے بیچ پڑنے والی ان صدیوں کا نوحہ
مجھے لکھنا ہے کب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

جنونی رقص میں ہوں اور تلوے جل رہے ہیں
طرب ہے یا تعب مٹی پہ لکھتا جا رہا ہوں

جا دُور بیٹھ مجھ سے مرے طائرِ خیال
غصے میں نوچ لوں نہ ترے بال و پر کو میں

Marfat.com

بلا جواز نہیں ہے فلک سے جنگ مری
اٹک گئی ہے ستارے میں اک پتنگ مری

پھر ایک روز مرے پاس آکر اس نے کہا
یہ اوڑھنی ذرا قوس قزح سے رنگ مری

جو کائنات کنارے سے جا کے مل جائے
وہی فراغ طلب ہے زمین تنگ مری

Marfat.com

میں چیختے ہوئے صحرا میں دور تک بھاگا
نہ جانے ریت کہاں لے گئی امنگ مری

فنا کی سرخ دوپہروں میں رقص جاری تھا
رگیں نچوڑ رہے تھے رباب و چنگ مری

لہو کی بوند گری روشنی کا پھول کھلا
پھر اس کے بعد کوئی اور تھی ترنگ مری

میں چھو سکوں نہ دیکھ سکوں اور نہ لڑ سکوں
کیسی عجب بلا سے مرا سامنا ہوا
رکھنے سے ڈر رہا ہوں اسے آگ کے قریب
رستے میں ایک سانپ ملا ہے جما ہوا

پانی کے شیشوں میں رکھی جاتی ہے
سندرتا جھیلوں میں رکھی جاتی ہے

چھونے کو بڑھ جاتی ہے وہ موم بدن
آگ کہاں پوروں میں رکھی جاتی ہے

چاند ترے ماتھے سے اگتا ہے چندا
رات مری آنکھوں میں رکھی جاتی ہے

Marfat.com

ہاتھوں میں ریکھائیں پیلے موسم کی
سبز پری خوابوں میں رکھی جاتی ہے

چھو لیتی ہے جو تیرے نازک پاؤں
وہ مٹی گملوں میں رکھی جاتی ہے

رنگ جدا کرنے کے لیے چشم و لب کے
قوسِ قزح اندھوں میں رکھی جاتی ہے

ایسے بھی آرائش ہوتی ہے گھر کی
تنہائی کمروں میں رکھی جاتی ہے

سخت سردی تھی جب مری خاطر
اپنے حصے جلا رہی تھی رات

پیڑ میں آدمی بناؤں میں
کوئی دنیا نئی بناؤں میں

لوگ دیکھیں تو دنگ رہ جائیں
شے کوئی دیدنی بناؤں میں

کائنات اک سفید کاغذ ہو
ہر طرف روشنی بناؤں میں

Marfat.com

کوہ قاف ایک میرا اپنا ہو
ایک اپنی پری بناؤں میں

بانجھ دھرتی مجھے عنایت ہو
سرخ پھولوں بھری بناؤں میں

دھوپ میں اور بھی چمک جائے
کانچ کی جھونپڑی بناؤں میں

برف جمنے لگی ہے آنکھوں میں
خواب کمخواب ہی بناؤں میں

زمیں کی آگ سے جلتے صحیفے
لرزتے برف ہاتھوں سے چنے تھے

Marfat.com

تسلسل سے گماں لکھا گیا ہے
یقیں تو ناگہاں لکھا گیا ہے

مکمل ہو چکی قرأت فضا کی
پرندے اور دھواں لکھا گیا ہے

مرا دو پل ٹھہر کر سانس لینا
سر آب رواں لکھا گیا ہے

Marfat.com

اگائے گی ستارے اب یہ مٹی
زمیں پر آسماں لکھا گیا ہے

کتاب غیب پڑھتا جا رہا ہوں
مرا ہونا کہاں لکھا گیا ہے

نہیں لکھا گیا کاغذ پہ کچھ بھی
فقط آئندگاں لکھا گیا ہے

سفر کرتے ہوئے کیا آسماں تک آ گیا ہوں
زمیں پر ابر کے ٹکڑے دکھائی دے رہے ہیں
خبر ہے غیر ہوں گے اور گواہی دیں گے اک دن
یہ اعضا جو مجھے اپنے دکھائی دے رہے ہیں

Marfat.com

تیز ہوا میں رکھتا میں خاموشی کو
کاش صدا دے سکتا میں خاموشی کو

تیرے لہجے سے یا اپنی حیرت سے
کس بادل سے ڈھکتا میں خاموشی کو

بھید کھلا جب اس نے اپنے لب کھولے
سمجھ رہا تھا سکتہ میں خاموشی کو

Marfat.com

ہم ہوتے اور کُہرا ہوتا ہر جانب
تو آواز کو تکتا میں خاموشی کو

کیسی لایعنی خواہش ہے یہ خواہش
موت سے پہلے چکھتا میں خاموشی کو

الگ الگ آوازوں کی اس دنیا میں
ڈھونڈ رہا ہوں یکتا میں خاموشی کو

جو اپنے مر گئے تھے جی اٹھے ہیں سوچتا ہوں
حقیقت سے تو بہتر واہمے ہیں سوچتا ہوں
فلک پر رنگ روغن ہو رہا ہے میری خاطر
فرشتے مجھ کو لینے آ رہے ہیں سوچتا ہوں

Marfat.com

جرس اور ساربانوں تک پہنچنا چاہتا ہے
یہ دل اگلے زمانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

جنونی ہو گیا ہے میرے دریاؤں کا پانی
پہاڑوں کے گھرانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

گزرنا چاہتی ہے بادلوں سے میری حیرت
میرا شک آسمانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

Marfat.com

پتنگا ایک پاگل ہو گیا ہے روشنی میں
فرشتوں کی اڑانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

کثافت ختم کر کے جسم کی مٹی کا پتلا
خدا کے کارخانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

نہیں آیا یہ اژدر پربتوں کی سیر کرنے
زمینوں کے خزانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

درندے ساتھ رہنا چاہتے ہیں آدمی کے
گھنا جنگل مکانوں تک پہنچنا چاہتا ہے

جو شک رہا بھی تو کیا جو یقیں رہا بھی تو کیا
محاذِ جنگ پہ کوئی نہیں رہا بھی تو کیا

جنت کے پھل زمیں پہ گرانے کی دیر تھی
اک بار آسمان ہلانے کی دیر تھی

میں پیڑ میں قیام کروں گا تمام عمر
یہ بات طائروں کو بتانے کی دیر تھی

یہ رمز مجھ پہ غیر کا احسان جانیے
اس دل میں ایک پھول کھلانے کی دیر تھی

اس چشم نیم باز کی خوابیدگی کی خیر
جیسے اسے یہ خواب سنانے کی دیر تھی

افلاک چاک ہونے لگے چاند شق ہوا
شاید مرے چراغ جلانے کی دیر تھی

پھر میں تھا اژدھوں کا علاقہ تھا خوف تھا
اپنی طرف خدا کو بلانے کی دیر تھی

تجھ تک پہنچنے میں [redacted] مجھے صدیاں لگیں مگر
میری نہیں تھی یہ تو زمانے کی دیر تھی

ہزاروں سال کا بن باس کاٹا ہے تو مجھ کو
پرندوں کی زباں سے تھوڑی آگاہی ملی ہے

Marfat.com

چاند چھونے کی طلب گار نہیں ہو سکتی
کیا مری خاک چمک دار نہیں ہو سکتی

ہو نہ ہو اپنی بصارت نے مجھے روکا ہے
غیب جاتے ہوئے دیوار نہیں ہو سکتی

جتنی پیڑوں میں نظر آتی ہے تقلیب کے بعد
یہ زمیں اتنی پر اسرار نہیں ہو سکتی

میں نے ڈھونڈا ہے چراغوں کی لوؤں میں تجھ کو
تو ستارے میں نمودار نہیں ہو سکتی

یہ زمینوں پہ لہکتی ہوئی گندم کی مہک
آسمانوں کی طرف دار نہیں ہو سکتی

میں کسے خواب سنانے کے لیے آیا ہوں
شب اگر نیند سے بیدار نہیں ہو سکتی

جس نے آنسو پہ قناعت کا چلن سیکھا ہو
وہ نظر خوگر دینار نہیں ہو سکتی

سماعت اور سامع دونوں زندہ ہیں کہ اک دن
کوئی آواز خاموشی کو بھی رخصت کرے گی

Marfat.com

چشم وا ہی نہ ہوئی جلوہ نما کیا ہوتا
اور ہوتا بھی تو دیکھے کے سوا کیا ہوتا

ریت کے باغ میں کیا باد بہاری کی طلب
کوئی سبزہ ہی نہیں تھا تو ہرا کیا ہوتا

اتنی سادہ بھی نہیں آگ اور انگور کی رمز
اجر دیتا نہ سزا تو بھی خدا کیا ہوتا

Marfat.com

میری خواہش کے علاقے سے پرے کچھ بھی نہ تھا
اور خواہش کے علاقے میں نیا کیا ہوتا

جسم پر سرد ہواؤں کی فسوں کاری تھی
دھوپ تعویذ نہ کرتی تو مرا کیا ہوتا

اژدھے بننے لگے پیڑ پرندوں کے لیے
شہر پر خوف میں اب اس سے برا کیا ہوتا

دیکھنے میں بھی گیا تھا وہ تماشا لیکن
کوئی باقی نہ رہا رقص فنا کیا ہوتا

خوش پھرو موج کرو مست رہو مستی میں
ایک آواز سنائی نہیں جاتی جب تک

Marfat.com

خاموشی کی قرأت کرنے والے لوگ
ابو جی اور سارے مرنے والے لوگ

روشنیوں کے دھبے ان کے بیچ خلا
اور خلاؤں سے ہم ڈرنے والے لوگ

مٹی کے کوزے اور ان میں سانس کی لو
رب رکھے یہ برتن بھرنے والے لوگ

Marfat.com

میرے چاروں جانب اونچی اونچی گھاس
میرے چاروں جانب چرنے والے لوگ

آخر جسم بھی دیواروں کو سونپ گئے
دروازوں میں آنکھیں دھرنے والے لوگ

نجانے رات مرے دل میں کیا خیال آیا
پٹاریوں میں پڑے سانپ سب نکال آیا
جنہوں نے خاک سے مل کر مجھے بنایا تھا
میں اپنی راکھ انہی پانیوں میں ڈال آیا
وہاں پہ کوئی نہ تھا مجھ کو مانگنے والا
میں جس زمیں کے لیے ابر کی مثال آیا

Marfat.com

خشک پات میرے ہیں پر نہیں ثمر میرا
ہاتھ جیسے شاخیں ہیں جسم ہے شجر میرا

مجھ سے پوچھتا ہے کیا، میں ہوا ہوں چل ہٹ جا
کون روک پایا ہے آج تک سفر میرا

یہ اندھیرے رستے ہیں ان میں سانپ بستے ہیں
جس طرف اجالا ہے اس طرف ہے گھر میرا

Marfat.com

فجر کی اذاں ہوں میں یا سحر ستارا ہوں
انتظار کرتا ہے کون رات بھر میرا

خود کو اک دلاسا ہوں جانے کب سے پیاسا ہوں
میں سراب آسا ہوں دشت ہے نگر میرا

مجھ سے بات کرتے ہیں پیڑ بھی، پرندے بھی
کیا ہوا ہے اس بن سے پہلے بھی گزر میرا

سانس آنچ لگتا ہے جسم کانچ لگتا ہے
مجھ کو مار ڈالے گا ایک دن یہ ڈر میرا

لفظ اڑ جائیں گے مطلب دھند میں کھو جائے گا
ایک دن علم بشر سب دھند میں کھو جائے گا

خواب کاری وہی کمخواب وہی ہے کہ نہیں
شعر کا حسن ابد تاب وہی ہے کہ نہیں

کیا پری کو مجھے مچھلی میں بدلنا ہو گا
دیکھنے کے لیے تالاب وہی ہے کہ نہیں

میں جہاں آیا تھا پیڑوں کی تلاوت کرنے
سامنے قریۂ شاداب وہی ہے کہ نہیں

Marfat.com

آنکھ کو نیند میں معلوم نہیں ہو سکتا
رات وہ ہے کہ نہیں خواب وہی ہے کہ نہیں

جس کو چھونے سے مرا جسم چمک اٹھے گا
دیکھ یہ شیشۂ مہتاب وہی ہے کہ نہیں

یہ کہانی کے الاؤ سے چرائی ہوئی آگ
محو حیرت ہے۔کہ برفاب وہی ہے کہ نہیں

سر جھکانے سے جہاں، اشک تپاں جاگا تھا
سوچتا ہوں کہ یہ محراب وہی ہے کہ نہیں

جوتن پہ راکھ لگاتے تھے پات کھاتے تھے
وہ برگدوں کو جلا آئے ہیں خبر نہیں کیا

دعا کرنے سے نفرت ہے، نہیں تو
خدائی کی ضرورت ہے، نہیں تو

پری اتری ہے پانی میں نہانے
یہ منظر خوبصورت ہے، نہیں تو

نہیں اک بھی ستارا آسماں پر
اسی باعث یہ ظلمت ہے، نہیں تو

Marfat.com

بگولے سے ہراساں ہیں شجر کیا
ہوا سے بن میں وحشت ہے، نہیں تو

میں کیوں تصویر اپنی چومتا ہوں
مجھے خود سے محبت ہے، نہیں تو

ہوا بن کر چلوں اور خاک چھانوں
یہی کیا میری قسمت ہے، نہیں تو

سمندر اور صحرا جب نہیں ہیں
تو کیا رستے میں پربت ہے، نہیں تو

سب لوگ اک چمک کی طرف بھاگنے لگے
میں دھند کے قریب دعا کی طرف رہا

Marfat.com

دل زدہ شہر کے آلام کو پر لگ جائیں
مے کدے ناچ اٹھیں جام کو پر لگ جائیں

تیز کرتے ہیں سفر لوگ مکانوں کی طرف
جب پرندوں کی طرح شام کو پر لگ جائیں

دل تمناؤں کی تخلیق پہ مامور رہے
اور اس کوشش ناکام کو پر لگ جائیں

Marfat.com

یہ طلسمات کی دنیا ہے یہاں کیا مغلوم
ایک دن مصر کے اہرام کو پر لگ جائیں

لوح افلاک پہ بادل مجھے خوش خط لکھیں
تو پکارے تو مرے نام کو پر لگ جائیں

یہ نہ ہو جاگ اٹھے مجھ میں لپک اڑنے کی
یہ نہ ہو گھر کے در و بام کو پر لگ جائیں

آسمانوں پہ کہیں اگلا خدا تو ہی نہ ہو
کیا خبر کب مرے اوہام کو پر لگ جائیں

کیا وحشت ہوتی ہے تیز بگولے کے دل میں
کیوں صحرا سے شہر کی جانب چلنا پڑتا ہے

دیے سے لو نہیں پندار لے کر جا رہی ہے
ہوا اب صبح کے آثار لے کر جا رہی ہے

ہمیشہ نوچ لیتی تھی خزاں شاخوں سے پتے
مگر اس بار تو اشجار لے کر جا رہی ہے

میں گھر سے جا رہا ہوں اور لکھتا جا رہا ہوں
جہاں تک خواہشِ دیدار لے کر جا رہی ہے

Marfat.com

خلا میں غیب کی آواز نے چھوڑا ہے مجھ کو
میں سمجھا تھا مجھے اس پار لے کر جا رہی ہے

مجھے اس نیند کے ماتھے کا بوسہ ہو عنایت
جو مجھ سے خواب کا آزار لے کے جا رہی ہے

یہاں پر رات کو اچھا نہیں کہتا ہے کوئی
سو اپنے کاسہ و دینار لے کر جا رہی ہے

تماشے کے سبھی کردار مارے جا چکے ہیں
کہانی صرف اک تلوار لے کر جا رہی ہے

ہم کو منقش قصر بنانا آتا ہے اب بھی
اب بھی ہم کو بھاری پتھر ڈھونا آتا ہے

Marfat.com

رنگ اور نور کی تمثیل سے ہو گا کہ نہیں
شب کا ماتم مری قندیل سے ہو گا کہ نہیں

دیکھنا یہ ہے کہ جنگل کو چلانے کے لیے
مشورہ ریچھ سے اور چیل سے ہو گا کہ نہیں

اب نہ ہاتھی نظر آتے ہیں نہ ہاتھی والے
اب وہی کام ابابیل سے ہو گا کہ نہیں

Marfat.com

آیت تیرہ شبی پڑھتے ہوئے عمر ہوئی
سامنا اب بھی عزازیل سے ہو گا کہ نہیں

زرد مٹی میں اترتی ہوئی اے قوس قزح
خواب پیدا تری ترسیل سے ہو گا کہ نہیں

اوس کے پھول مہکتے ہیں تری آنکھوں میں
ان کا رشتہ بھی کسی نیل سے ہو گا کہ نہیں

جب سخن کرنے لگوں گا میں تجھے عصر رواں
استعارہ کوئی انجیل سے ہو گا کہ نہیں

صورت ریگ شہر پر برسا
دشت جو اَبر کی تھکن میں تھا

Marfat.com

روشنی ہے کہ دھواں اس کی خبر ہے مجھ کو
اے چراغانِ گماں اس کی خبر ہے مجھ کو

دھوپ لے جاتی ہے پانی سے مرا نقشِ قدم
اور جاتی ہے کہاں اس کی خبر ہے مجھ کو

جب میں اس جسم کی مٹی سے نکل جاتا ہوں
کون آتا ہے یہاں اس کی خبر ہے مجھ کو

ایک بے رنگ دھنک آنکھ میں ڈالی گئی ہے
لا ہے بنیاد مکاں اس کی خبر ہے مجھ کو

کتنی مٹی تلے زرخیز ہے کاریز نمو
کتنا سبزہ ہے نہاں اس کی خبر ہے مجھ کو

پیاس لکھتے ہوئے جاتا ہے مری آنکھوں میں
ابر ہے ریگ رواں اس کی خبر ہے مجھ کو

سرخ مرجھائے ہوئے پھول ہیں تاحد نظر
سبز ہے رنگ خزاں اس کی خبر ہے مجھ کو

صرف چیلیں دکھائی دیتی ہیں
چیخ جب آسمان ڈھکتی ہے

Marfat.com

ریت مٹھی میں بھری پانی سے آغاز کیا
سخت مشکل میں تھا آسانی سے آغاز کیا

مجھ کو مٹی سے بدن بنتے ہوئے عمر لگی
میری تعمیر نے ویرانی سے آغاز کیا

یہ جہانوں کا زمانوں کا مکانوں کا سفر
غیب نے لفظ سے یا معنی سے آغاز کیا

..

جب بھی یہ آنکھ عناصر کی طرف دیکھتی ہے
یاد آتا ہے پریشانی سے آغاز کیا

جسم اور اسم مجھے کیسے ملے کس نے دیے
ان سوالات کی حیرانی سے آغاز کیا

ایک خاموش سمندر تھا مرے چار طرف
جس میں آواز نے طغیانی سے آغاز کیا

مجھ کو بدصورتی جسم کا اندازہ ہے
میں نے آئینۂ عریانی سے آغاز کیا

حدِ نگاہ تک ہے خموشی کی سلطنت
شہزادیٔ ملال مرے ساتھ ساتھ ہے

Marfat.com

ساکت ہو مگر سب کو روانی نظر آئے
اس ریت کے صدقے کہ جو پانی نظر آئے

میں سبز پرندے کی طرح شہر سے جاؤں
پیڑوں کو مری نقل مکانی نظر آئے

تالاب مرے خواب کے پانی سے بھرا ہو
اور اس میں پڑا چاند کہانی نظر آئے

یہ آنکھ ، یہ لو کتنے زماں دیکھ چکی ہے
جس چیز کو دیکھوں وہ پرانی نظر آئے

کیا کیا نہ میں مشکیزۂ الفاظ میں بھر لوں
اک بار اگر موج معانی نظر آئے

شام ناراض پرندے کی طرح لوٹ گئی
رات کو آ کے ڈرائیں نہ بلائیں، آمین
خواب مر جائیں تو قبروں میں انہیں دفن کریں
اور ہر قبر پہ ہم دیپ جلائیں، آمین
میں دعا کرنے جو بیٹھوں تو زمیں اور فلک
میری آواز میں آواز ملائیں، آمین

Marfat.com

سبز اطلس کا تلک لے کے تجھے دیکھوں گا
حسن محتاط! جھجک لے کے تجھے دیکھوں گا

کون سا رنگ مساموں میں اتر آتا ہے
جسم سے تیرے دھنک لے کے تجھے دیکھوں گا

تجھ کو چھونے کے لیے گھاس پہ رکھوں گا میں ہاتھ
اور شبنم سے چمک لے کے تجھے دیکھوں گا

Marfat.com

برف پر لکھا ہوا حرف ترا روپ سروپ
میں کوئی سانس خنک لے کے تجھے دیکھوں گا

تیری آنکھوں کی اجازت سے اٹھیں گی پلکیں
دیکھنے کا تجھے حق لے کے تجھے دیکھوں گا

خدا کی سمت شاید اس لیے جاتا نہیں ہوں
میں تیری چوڑیوں پر پاؤں رکھ پاتا نہیں ہون
سفر میں دھند آئے ، تیز جھکڑ یا اندھیرا
دعا کے ساتھ چلتا ہوں تو گھبراتا نہیں ہوں
کہاں سے اور کیسے لوٹ آتی ہے پلٹ کر
اگر اپنی صدا میں آپ دہراتا نہیں ہوں

Marfat.com

سرخ لمحوں کی کسک لے کے تجھے دیکھوں گا
عصر موجود ! شفق لے کے تجھے دیکھوں گا

میں ہی گلیوں سے اٹھاؤں گا لہو کا سبزہ
میں ہی زخموں سے نمک لے کے تجھے دیکھوں گا

میں ہی سن سکتا ہوں یہ گونج یہ چیخوں کی گونج
میں ہی نغموں کی کھنک لے کے تجھے دیکھوں گا

Marfat.com

میں ہی لاؤں گا ہتھیلی پہ دیا ، دل میں دعا
میں ہی آنکھوں میں جھمک لے کے تجھے دیکھوں گا

میں ہی آواز لگاؤں گا تو سب جاگیں گے
میں ہی لہجے میں دھمک لے کے تجھے دیکھوں گا

اُس کی کیا تعریف کروں
دودھ دھلی شہزادی ہے
بربادی نے سکھلایا
آبادی آبادی ہے
کس نے باقی رہنا ہے
بات یہی بنیادی ہے

Marfat.com

شعلۂ زر سے چمک لے کے تجھے دیکھوں گا
اے یقیں! تجھ سے میں شک لے کے تجھے دیکھوں گا

ایک دن میں مری اس میں سے نکل سکتا ہوں
سو نکلنے کی للک لے کے تجھے دیکھوں گا

میں کبھی آؤں گا بادل کے علاقے سے پرے
اور مٹھی میں شفق لے کے تجھے دیکھوں گا

Marfat.com

تو زمیں اور فلک دے کے مجھے دیکھتا ہے
میں زمیں اور فلک لے کے تجھے دیکھوں گا

چشم اور دل ترے دیدار کو معیار نہیں
میں فرشتوں سے پرکھ لے کے تجھے دیکھوں گا

Marfat.com

کرب و بلا کے عالم میں آسانی بنتا جاتا ہے
کیا ہے میری آنکھوں میں جو پانی بنتا جاتا ہے
پاس آنے پر اور بھی دھندلا جاتا ہے منزل کا عکس
طے ہونے پر ایک سفر حیرانی بنتا جاتا ہے
اک اک کر کے سارے مکاں ہوتے جاتے ہیں دھواں دھواں
آبادی والا منظر ویرانی بنتا جاتا ہے

شہر سے کیا گئی جانب دشت زر زندگی فاختہ
بین کرنے لگی آ کے شام و سحر ماتمی فاختہ

مر گیا رات کو برف اوڑھے ہوئے ایک فٹ پاتھ پر
وہ جو کہتا رہا لفظ دو عمر بھر، شانتی، فاختہ

کیسی کیسی ہوائیں چلیں باغ میں کون آیا گیا
ساری تبدیلیوں سے رہی بے خبر بانوری فاختہ

وہ نگر چاند کا ہے وہاں تیری کرنوں کی خواہش کسے
اس طرف تیرگی ہے یہاں لاکے دھر طشتری فاختہ

بے اماں شہر میں کیسی دہشت سے گزری تھی میں کیا کہوں
جب عدو دیکھتی اپنے ہی بال و پر نوچتی فاختہ

وہ جو آنکھوں میں تھی کوئی دنیا الگ تھی، جہاں سے جدا
میرے خوابوں میں تھے امن کا راہبر، روشنی، فاختہ

میں تھا شاعر مجھے شہر آشوب لکھنے تھے لکھتا رہا
تیری قسمت میں لکھے گئے کیوں کھنڈر سندری فاختہ

ایک دو بار مرے جسم میں جھنکار ہوئی
اور پھر ٹوٹ گیا ساز جو زنجیر میں تھا

شیلف کی ایک تصویر سے فرش پر گر پڑی فاختہ
بھر گئی جب دھوئیں سے فضا کی گگر مر گئی فاختہ

مجھ سے چیلوں کے رقص اور جلتے بگولوں کی باتیں کرو
میں نے دیکھے نہیں چھاؤں دیتا شجر، پریت کی فاختہ

اس کی آنکھوں میں ہے آسمانوں کی جانب سفر کی تڑپ
کاٹ سکتی نہیں قید دیوار و در یہ نئی فاختہ

Marfat.com

میں ہواؤں کو نوحے سناتا رہا اور ہوائیں مجھے
گِدھ بہت تھے فضا کے سفر پر مگر ایک تھی فاختہ

سارے منظر سیاہی میں چلنے لگے دھوپ ڈھلنے لگی
اپنے دل میں لیے رات ہونے کا ڈر جب اُڑی فاختہ

جب یہ دیکھا کہ آندھی پلٹنے لگی پربتوں کی طرف
جی اُٹھی، سانس روکی ہوئی چھوڑ کر جی اُٹھی فاختہ

جس جہاں کو ہماری ضرورت نہ تھی کیوں وہاں بس گئے
ایک میرا دیا ، ایک میں بے ہنر ، اک مری فاختہ

ایک طویل کہانی اور اک بوڑھا قصہ گو
دو کردار اور ان دونوں میں جنموں کا بندھن

Marfat.com

عجب رنگ طلسم و طرز نو ہے
دیا ہے آگ کا مٹی کی لو ہے

مجھے سن لیں گی تو دیکھیں گی آنکھیں
مری آواز میں سورج کی ضو ہے

رکاب اور باگ قابو میں نہیں ہیں
یہ اسپ وقت کتنا تیز رو ہے

Marfat.com

مری تعریف کے ہیں دو حوالے
قدم افلاک پر مٹھی میں جو ہے

نہیں ہے حریت کی کوئی قیمت
مگر پنجرے کی قیمت چار سو ہے

میں کیا ہریالیوں کی آس باندھوں
زمیں کے ساتھ سپنا بھی گرو ہے

طریر آنسو ہیں اور دھندلاہٹیں ہیں
یہ کیسی کہکشاؤں کی جلو ہے

مجھے لوگوں میں جینا پڑ رہا ہے
کہ میں لوگوں میں جینا چاہتا ہوں

Marfat.com

کھنڈر یہ پھر بسانے کا ارادہ ہی نہیں تھا
بدن میں لوٹ آنے کا ارادہ ہی نہیں تھا

شکم کی آگ نے بیلوں کو ہنکانا سکھایا
وگرنہ ہل چلانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

وہ اپنے بھیڑیوں کو سیر پر لایا تھا بن میں
غزالوں کو ڈرانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

Marfat.com

کہا تھا طائروں سے پیڑ کو دیمک لگی ہے
کسی کو آزمانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

خبر کب تھی کہ آنکھیں اوس برسانے لگیں گی
تجھے ورنہ جگانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

میں تیرے ساتھ اڑتا پھر رہا تھا آسماں میں
خدا کو بھول جانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

صدی بھر میں تمناؤں کو بال و پر دیے تھے
مگر ان کو اڑانے کا ارادہ ہی نہیں تھا

جسم کیوں محسوس ہوتا ہے مجھے ایسا شجر
جس کی شاخوں پر پرندے لوٹنے کا وقت ہے

Marfat.com

کوئی سوائے بدن ہے نہ ہے ورائے بدن
بدن میں گونج رہی ہے ابھی صدائے بدن

عجب ہے شہر مگر شہر سے بھی لوگ عجب
ادھار مانگ رہے ہیں بدن برائے بدن

جہاں ٹھٹھرتی تمنا کو آگ تک نہ ملے
وہاں پہ کون ٹھہرتا ہے اے سرائے بدن

کہیں چمکتی ہوئی ریت بھی دکھائی نہ دی
کہاں گیا وہ سمندر سراب کھائے بدن

چراغ بن کے چمکتے ہیں روز شام ڈھلے
ہمارے پہلو میں سوئے ہوئے پرائے بدن

ہر ایک راہ میں بکھرے پڑے ہیں برگ نفس
یہاں چلی ہے بہت دن تلک ہوائے بدن

وہ اپنی قوس قزح لے گیا تو کیا ہو گا
نظرؔ یہ غور طلب ہے تری فضائے بدن

سکوت کیسے آ گیا کلام کیسے آ گیا
یہ ہر شجر کو شاعروں کا کام کیسے آ گیا

Marfat.com

کوئی کہاں ہے جہاں سے آگے اور اس سے آگے
نکل کے دیکھا گماں سے آگے اور اس سے آگے

عجیب بھیدوں بھرا ہوا کوئی سلسلہ ہے
مکاں سے اور لامکاں سے آگے اور اس سے آگے

ہزار نقشے ہیں نقش پا سے نہ ملنے والے
قدم کے انمٹ نشاں سے آگے اور اس سے آگے

یہی ہے منظر کہ مختلف ہے ، جواب کوئی
لہو بھرے آسماں سے آگے اور اس سے آگے

ہمارے آنسو چمک رہے ہیں ستارے بن کر
تری حسیں کہکشاں سے آگے اور اس سے آگے

ابھی تلک دل نے فیصلہ یہ نہیں کیا ہے
رکے کہ جائے زیاں سے آگے اور اس سے آگے

کئی سمندر ہیں برف والے اور آگ والے
طرؔیر کوہ گراں سے آگے اور اس سے آگے

کہاں اجالا کہاں اندھیرا ہے جانتے ہو
دیا کدھر ہے ہوا کدھر ہے خبر رسانو

Marfat.com

گماں اندر گماں کی کیفیت ہے
زمیں پر آسماں کی کیفیت ہے

بدن پر برف کو محسوس کرنا
کوئی آبِ رواں کی کیفیت ہے

یہ کیسا تجربہ ہے سوچتا ہوں
مکاں میں لا مکاں کی کیفیت ہے

Marfat.com

کوئی آواز ابھری ہے بدن میں
سکوت جاوداں کی کیفیت ہے

نہیں ہوں میں نہیں ہوں بولتا ہوں
نہیں میں یعنی ہاں کی کیفیت ہے

ترے لب جھیل پر ابھرے ہوئے ہیں
عجب زخم نہاں کی کیفیت ہے

طریر اک بار جینا چاہتا ہوں
جو سب آئندگاں کی کیفیت ہے

کون سا موڑ ہے کہانی میں
لفظ گھلنے لگے ہیں معنی میں

Marfat.com

گھل گیا جسم ، روح کہتی رہی
تیز بارش سے جنگ اور سہی

کاش آکاش تک رسائی ملے
اک دعا کی پتنگ اور سہی

ہجر میں حبس کا اضافہ ہو
سانس ہے تنگ ، تنگ اور سہی

Marfat.com

زندگی کی سرنگ کے اندر
تیرے غم کی سرنگ اور سہی

اب نہیں تیرا سر کہ سو جاؤں
خیر سینے پہ سنگ اور سہی

آسماں کو دھنک نہیں کافی
میری مٹی کا رنگ اور سہی

سب کی آنکھوں میں خواب ایک سے ہیں
خواب لکھنے کے ڈھنگ اور سہی

دیے کی لو تلاوت کر رہا ہوں
روایت ہے کہ یہ بدعت ہے کیا ہے

گیا کہ سیلِ رواں کا بہاؤ ایسا تھا
وہ ایک خواب جو کاغذ کی ناؤ ایسا تھا

کسی کو بھی نہ تھا آسان سانس کا لینا
مری زمیں پہ ہوا کا دباؤ ایسا تھا

لہو کی دھار سلامت رہی، نہ سانس کا تار
مجھے جو کاٹ گیا وہ کٹاؤ ایسا تھا

وہ ٹمٹماتا، تو اس کی ضیا بھی کم پڑتی
کسی دیے سے لہو کا لگاؤ ایسا تھا

وہ ایک تھا جو مجھے چار سو دکھائی دیا
میں جنگ ہار گیا ہوں کہ داؤ ایسا تھا

مجھے تو لاج کے اُجلے لباس میں وہ بدن
گلاب برف میں جیسے چھپاؤ ایسا تھا

بنے ہیں ناگ، مرے بن میں پیڑ جتنے تھے
لگی ہے آگ، صبا کا سبھاؤ ایسا تھا

اڑائی جا رہی ہے خاک بھر کر مٹھیوں میں
فضاؤں پر کوئی غصہ اتارا جا رہا ہے

Marfat.com

لے گئی دہر کو جب زر کی ضیا اور طرف
میں چلا لے کے دیا اور دعا اور طرف

میں کسی اور طرف بھیج رہا تھا لیکن
لے گئی سانس کے پنچھی کو ہوا اور طرف

اور قریے میں لگی تھی مرے اظہار کو چپ
ڈھونڈنے نکلا ہوں میں اپنی صدا اور طرف

Marfat.com

خواب اک اور طرف کھینچ رہے تھے مجھ کو
غیب کا ہاتھ مجھے لے کے چلا اور طرف

اک سفر ، ایک خلا، ایک طرف ختم ہوا
اب کوئی اور سفر اور خلا اور طرف

Marfat.com

میں پھول چومنے آگے بڑھا تو پھول نہ تھا
وہ باغ کیسے طلسمات کا بنا ہوا تھا
شجر نہیں تھا وہ گوتم کھڑا تھا رستے میں
اور اس کا سایہ سوالات کا بنا ہوا تھا
میں جل پری کے لیے جل تلاش کرنے گیا
پلٹ کے آیا تو برسات کا بنا ہوا تھا

مٹی تھا اور دودھ میں گوندھا گیا مجھے
اک چاند کے وجود میں گوندھا گیا مجھے

میں نیست اور نبود کی اک کیفیت میں تھا
جب وہم ہست و بود میں گوندھا گیا مجھے

میں چشم کم رسا سے جسے دیکھتا نہ تھا
اس خواب لا حدود میں گوندھا گیا مجھے

Marfat.com

خس خانہ زیاں کی شرر باریوں کے بعد
یخ زار نار سود میں گوندھا گیا مجھے

اک دست غیب نے مجھے لا چاک پر دھرا
پھر وقت کے جمود میں گوندھا گیا مجھے

اس میں تو آسماں کے شجر بھی ثمر نہ دیں
جس خاک بے نمود میں گوندھا گیا مجھے

قوس قزح کی سمت بہت دیکھتا تھا میں
آخر غبار و دود میں گوندھا گیا مجھے

پھول پھنکارتے ہیں ڈستے ہیں
کیا عجائب بھری کہانی ہے

Marfat.com

نئی نئی صورتیں بدن پر اُجالتا ہوں
لہو سے کیسے عجیب منظر نکالتا ہوں

وہ دل میں اتریں تو ایک ہو جائیں روشنی دیں
دھنک کے رنگوں کو اپنی آنکھوں میں ڈالتا ہوں

زمین تلوؤں سے آ چمٹتی ہے آگ بن کر
ہتھیلیوں پر جب آسماں کو سنبھالتا ہوں

ہوا میں تھوڑا سا رنگ اترے سو اس لیے میں
گلاب کی پتیاں فضا میں اچھالتا ہوں

کوئی نہیں تھا جو اس مسلسل صدا کو سنتا
یہ میں ہوں جو اس دیے کو سورج میں ڈھالتا ہوں

طرّیر سانسوں کا رنگ نیلا ہوا تو جانا
خبر نہیں تھی یہ سانپ ہیں جن کو پالتا ہوں

جنوں کیا سات رنگوں سے ملا ہے
تصوف کا دریچہ کھل گیا ہے
کنارے پر اٹھائے ہاتھ میں نے
دعا کا عکس پانی پر بنا ہے

Marfat.com

نیند بیچی جا رہی ہے کاروبار خواب ہے
پھر بھی آشفتہ سروں کو اعتبار خواب ہے

ان دنوں آنکھوں کی تقدیریں ہیں کس کے ہاتھ میں
کون آخر ان دنوں پروردگار خواب ہے

نقش پا ہے زندگی کا اور اس پر آبلے
جوئبار تشنگی ہے ریگ زار خواب ہے

Marfat.com

ایک منظر بھی نہیں ہے میرے چھونے کے لیے
یہ جہاں کوئی خلائے شرمسار خواب ہے

سارے کرداروں کے چہرے زرد لہجے سرد ہیں
یہ کہانی کیا پڑھو گے داغ دار خواب ہے

آسماں کو دیکھتا ہوں چار جانب دیکھ کر
اور کتنے دن فضائے انتشار خواب ہے

رفتگاں میں اور ہم میں مشترک ہے ایک بات
انتظار خواب تھا اور انتظار خواب ہے

جو خود بھی قید ہے دیوار و در میں
اسی قیدی پری میں قید ہوں میں

ہوا کے رقص میں رکھی تھی خاک کی ڈھیری
عجیب ڈھنگ سے صورت گری ہوئی میری

بہار آئی ، گئی اب کی بار بھی لیکن
کٹی نہ شاخ تمنا ہری ہوئی میری

نجانے کس نے سکوت فنا سے بھر دی ہے
خیال و خواب سے بستی بھری ہوئی میری

Marfat.com

تجھے سنائی نہ دی کیا دکھائی بھی نہیں دی
دعا ، چراغ کی لو پر دھری ہوئی میری

وہیں پہ سوکھ گئی رعد کی صدا کے بعد
اڑی نہ شاخ سے چڑیا ڈری ہوئی میری

یہیں ستاروں بھری جھیل کے کنارے پر
پڑی ہوئی تھی محبت مری ہوئی میری

میں حیرتوں سے لڑا اور جنگ جیت گیا
تو کیا یقین کی اجلی پری ہوئی میری؟

کیا کیا میں نے اگر پڑتی رہی خاک پہ خاک
مجھ پہ تف اور مرے شعلۂ ادراک پہ خاک

Marfat.com

ہوا کیا سانس بھی میری نہیں تھی
تری تھی زندگی میری نہیں تھی

کسی کی تھیں وہ آنکھیں اور پلکیں
کسی کی تھی نمی میری نہیں تھی

مرے تو کھیت تھے ، سپنے تھے ، گھر تھے
زمیں چیخوں بھری میری نہیں تھی

Marfat.com

پرستاں خواب تھا میرا ہی لیکن
وہاں کوئی پری میری نہیں تھی

مری تھیں سب دشائیں اور برگد
سے کی شانتی میری نہیں تھی

دیا میرے لہو سے جل رہا تھا
فضا کی روشنی میری نہیں تھی

مرے تھے سبز مٹی کے پرندے
مگر چھاؤں گھنی میری نہیں تھی

یہ کیسے شہر میں داخل ہوا ہوں رات کے وقت
کوئی مکیں ہے نہ مکاں ہے کچھ بھی نہیں
کوئی

Marfat.com

یہ معجزہ بھی دکھاتی ہے سبز آگ مجھے
پروں بغیر اڑاتی ہے سبز آگ مجھے

میں آیتوں کی تلاوت میں محو رہتا ہوں
ہر اک بلا سے بچاتی ہے سبز آگ مجھے

ہر ایک شاخ پہ رکھتی ہے زرد قندیلیں
پھر اس کے بعد جلاتی ہے سبز آگ مجھے

میں آب سرخ میں جب خواب تک پہنچتا ہوں
تو میرے سامنے لاتی ہے سبز آگ مجھے

حنائی پاؤں رگڑتے ہوئے نہ گھاس پہ چل
تجھے خبر ہے کہ بھاتی ہے سبز آگ مجھے

میں جب بھی جلتے ہوئے کوئلوں پہ سوتا ہوں
تو آسماں سے بلاتی ہے سبز آگ مجھے

زمیں پہ ناگ ہیں اور ان کے منہ میں خواب کی لو
کہانیوں سے ڈراتی ہے سبز آگ مجھے

لفظ سینے میں صدا دیتا ہے
اور کاغذ پہ پڑا ہے میرا دل

وسعت گیر متخیلہ کا شاعر

آفتاب اقبال شمیم

ہر دہائی کے بعد غزل ایک نئے تجربے، ایک نئے طرز احساس اور تازہ کاری کے ساتھ وارد ہوتی ہے اور کثرت سے لکھی جانے والی اس صنف سخن میں ہر بار آواز کی کچھ ایسی اکائیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں جو ہمیں باور کراتی ہیں کہ اپنی روایت کی پابند غزل، ایک تنگ نائے ہونے کے باوجود کسی بحر سے جا ملنے کا امکان بھی رکھتی ہے ۔آج کی نمائندہ غزل عمومی طور پر مضمون آفرینی کی طرف مائل ہے۔ ہمارا آج کا شاعر جذبہ و خیال کو اپنے ہنر کے زور اور قافیہ و ردیف کی دل کش دروبست سے شعر کے اندر سے مضمون نکال لیتا ہے۔ مضمون نکالنے کی یہ کاوش جتنی بے ساختہ ہو، اتنی ہی داد وصول کرتی ہے۔ یہ مشکل کام بہ ہر حال ہمیں جمالیاتی تسکین فراہم کرتا ہے۔ کچھ شاعر ایسے بھی ہیں جو اس تازہ رجحان کو اپناتے ضرور ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے تخلیقی عمل کو اپنے آئیڈیل سے مربوط رکھتے ہیں ۔جن میں سوال اٹھانے کی جرأت ہوتی ہے۔ جو کثرتوں میں یکتائی اور یکتائی میں کثرتیں کھوجنے کے ویژن کی تلاش میں رہتے ہیں۔ دانیال طریر ایک ایسا ہی شاعر ہے اور اسی منزل کی طرف گامزن ہے۔

یہ مجموعہ اس کی تمنا کا دوسرا قدم ہے۔ اسے اندازہ ہے کہ جس وسعت میں اس نے پاؤں رکھا ہے اس کی کوئی انت نہیں ۔ یہ ایک اور طرح کی مشکل پسندی ہے۔ دانیال طریر کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ اپنے شعری سفر میں وہ اپنے خارج و باطن کو یک جا رکھتے ہوئے خود اپنی دریافت کے مرحلے میں ہے۔ اس کی نفسی اور باطنی کیفیات یا وجودی کرب ایک مماثل معروضی حوالے کے توسط سے اظہار پاتے ہیں ۔اس مجموعے میں ایسے اشعار کم نہیں جو یوں تو غزل کی مروجہ ڈکشن میں لکھے گئے ہیں لیکن ان میں شامل شاعر کا انتہائی ذاتی تجربہ انہیں زرا مختلف بنا دیتا ہے۔

سانس آنچ لگتا ہے جسم کانچ لگتا ہے
مجھ کو مار ڈالے گا ایک دن یہ ڈر میرا

تخلیق کا عمل ایک نہایت پیچیدہ عمل ہے، جو میلان طبع ،احساس جمال ،شعور غم، داخلی آزادی کے پھیلاؤ، عصری حسیت، روایت پر گرفت، ہنر پر دسترس اور ایسے ہی حلقہ کمند کام نہنگ سے گزر کر قطرے کو گہر بنا تا ہے

Marfat.com

۔یہی تخلیقی عمل فکر و جذبہ کی انگیخت سے دو مصرعوں میں لفظ کی استعداد سے راسخ کرتا ہے اور کبھی کبھی ایک جہان معنی پیدا کر دیتا ہے لیکن اس سارے عمل میں شاعر بہ طور ایک فرد مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اپنے وجود کا رشتہ وقت، فطرت اور انسانی زندگی سے استوار کرتے ہوئے جس شعری تجربے سے گزرتا ہے، وہی اس کی تخلیق کا درجہ متعین کرتا ہے۔ یہ انفرادی اپج ایک خداداد شے ہے جو محض محنت سے نہیں ملتی۔ یہ اپج اور تخلیقی توانائی جو دانیال طریر کے حصے میں آئی ہے اپنی مقدار میں بڑی وافر ہے۔ شعریت جو شاعری کو نثر سے ممیز کرتی ہے، اسی وفور سے جنم لیتی ہے۔ دانیال طریر کے اشعار میں یہ شعریت یا تخلیقی حسن عموماً استعارے یا امیج کے توسط سے اپنے ہونے کا احساس دلاتا ہے۔

ملے ہوئے ہیں جیسے تپتی ریت اور پیاسے ہونٹ
جڑے ہوئے ہیں اسی طرح سے نوحہ اور چراغ

وہ دل میں اتریں تو ایک ہو جائیں روشنی دیں
دھنک کے رنگوں کو اپنی آنکھوں میں ڈالتا ہوں

گیا کہ سیل رواں کا بہاؤ ایسا تھا
وہ ایک خواب جو کاغذ کی ناؤ ایسا تھا
مجھے تو لاج کے اجلے لباس میں وہ بدن
گلاب برف میں جیسے چھپاؤ ایسا تھا

دانیال طریر ایک طبع زاد شاعر ہے۔ کئی سوال، کئی حیرتیں کبھی فکر کی اڑان میں، کبھی متخیلہ کی جولان گاہ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ اس سفر میں دور تک جانے کی جرأت رکھتا ہے اور جب لوٹتا ہے تو نئے تجربے سے ثروت مند نظر آتا ہے۔ اس کے عام ڈگر سے ہٹے ہوئے مضامین اور کسی واقعہ و واردات کو تھوڑا سا زاویہ بدل کر دیکھنے کا انداز ہمیں متاثر کرتا ہے۔

مرے بدن کی ضیا بڑھ گئی تھی سورج سے
لہو میں رات ملانی پڑی ہے آخر کار
زمیں پہ داغ بہت پڑ گئے تھے، خون کے داغ
فلک کو برف گرانی پڑی ہے آخر کار

اس کی ندرت خیال اس کی اور تخیلیٹی کا اظہار تو ضرور بنتی ہے لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کے اچھوتے پن کو محض مضمون آفرینی کے لیے وقف نہیں کرتا بل کہ وہ اسے عصری منظر نامے اور انسانی صورت حال سے جوڑ کر بھی نئے مضامین نکالتا ہے۔

Marfat.com

بدن پر ٹانک کر تارے اڑایا جا رہا ہے
مجھے آخر پرندہ کیوں بنایا جا رہا ہے

کیا عجب شرطیں رکھیں ہم پر ہدایت کار نے
مسخرے کا روپ دھاریں مسکرائیں بھی نہیں

دانیال طریر کے ہاں کچھ غزلیں ایسی ہیں جو عرف عام میں غزل مسلسل کہلائیں گی لیکن ہم انہیں نظم نما غزلیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ماضی میں اردو نظم بڑی مدت تک غزل کے زیر اثر رہی لیکن دانیال طریر کی یہ غزلیں اپنے تمام تر غزلیہ مضامین اور کیفیات کے باوجود نظم کے مزاج سے متاثر دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً یہ غزل جس کا مطلع ہے۔

دعا کرنے سے نفرت ہے نہیں تو
خدائی کی ضرورت ہے نہیں تو

بہ ظاہر تو خالصتاً غزل نظر آتی ہے لیکن غور سے دیکھیں تو یہ غزل نفی و اثبات اور انکار و اقرار کے جدلیاتی رویے کو بڑی خوبی سے مکالمے کی شکل میں پیش کرتی ہے لیکن اس سے بڑھ کر یہ غزل ایک جدلیاتی سچوئیشن کو کہیں نفسیاتی صداقت سے اور کہیں حوصلے کے اقرار سے سنتھے سائز (synthesize) کرتی دکھائی دیتی ہے اور اپنی ٹریٹ منٹ میں غزل ہونے کے باوجود اپنے موضوع کی یک سمتی میں نظم سے بہت قریب ہے۔ اس طرح 'فاختہ' ردیف والی غزل محض امن کا نوحہ نہیں، شاعر نے اسے زور تخلیق اور وسعت گیر متخیلہ سے کثیر المعانی بنا دیا ہے اور اس میں توسیع یافتہ استعارے کی خوبی پیدا ہو گئی ہے۔ جو کہیں فطرت کی رعنائی، کہیں جور و جبر کی تردید، کہیں حزن و ملال، کہیں تنہائی کے عالم گیر احساس اور کہیں خود شاعر کی فاختہ میں تثلیب، جیسے مضامین کو یک جا کرتا ہے اور غزل میں ایک مکمل نظم کی گونج سنائی دیتی ہے۔

جس جہاں کو ہماری ضرورت نہ تھی کیوں وہاں بس گئے
ایک میرا دیا، ایک میں بے ہنر، اک مری فاختہ

اسی طرح ایک اور غزل میں ردیف کی پابندی سے قطع نظر جو مجموعی تاثر ابھرتا ہے وہ بھی اپنے مرکز کی طرف مائل رہنے والی نظم ہی کا ہے۔ اس غزل کا مطلع یوں ہے:

آن پڑی ہے ہم پر کیسی مشکل اے صحرا
اک سینے میں دھڑک رہے ہیں دو دل اے صحرا

دانیال طریر کی غزل فنی اعتبار سے چاق و چوبند اور غزل کی تازہ روایت سے جڑی ہوئی ہے اور مضامین کے تنوع اور کثرت سے خیال کی گنجان آبادی کا سماں پیدا کرتی ہے۔ ایسی غزل کے موضوعات کی ذیل میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

مخیلہ کی تخلیقی وجود سے ضویابی اور اس کی صورت پذیری کا دوطرفہ عمل، ایک طرف مخیلہ کی آزادی کا تقاضا کرتا ہے تو دوسری طرف تخلیقی وجود کے لیے اس توسیعاتی عمل کو لازم ٹھہراتا ہے جس میں معاصر عہد کی 'اے پس ٹیم' تک رسائی کی جستجو، موقف کے تشکیل کی مساعی، جمالیاتی مسرت بہم پہنچانے کے وسائل کا اکتساب نیز 'کائناتی نظر' کا حصول ناگزیر اہمیت رکھتے ہیں۔

یہ تناظرات تخلیقی وجود کے جغرافیے کی تشکیل میں معاونت کرتے ہیں جس پر آزاد مخیلہ اپنی کرشمہ ساز قوت آزماتی ہے اور ان تناظرات کی تحلیل، تقلیب اور انضمام کے ذریعے تخلیقی منطق اور جمالیاتی استدلال کے حامل وہ شاہکار خلق کرتی ہے جو نہ صرف تخلیقی وجود کی صورت پذیری کی استعداد رکھتے ہیں بل کہ اس کی قلب ماہیئت کے ساتھ رائج منطق کو چیلنج کرنے، تاریخی مطالعات کو معرضِ شک میں لانے، مقتدرہ کی حکمت عملیوں کا پردہ چاک کرنے نیز کائناتی حقائق پر سوال اٹھانے کے جرأت مندانہ اقدامات بھی کر سکتے ہیں۔ میری گذشتہ شاعری کی طرح 'خواب کخواب' بھی تخلیقی وجود کے توسیعاتی عمل کی آشنائی اور مخیلہ کے آزادی کے حامل نقطۂ نظر کے زیر اثر تخلیق پذیر ہوا ہے۔ اس تخلیقی عمل کے ذریعے کوئی شاہکار تخلیق ہو پایا ہے کہ نہیں اس کا فیصلہ مجھے نہیں قارئین کو کرنا ہے تاہم اتنا ضرور ہے کہ اس تخلیقی عمل کے ذریعے میرے وجود کی صورت پذیری بھی ہوئی ہے اور اس کی قلب ماہیئت بھی۔

دانیال طریر

Marfat.com